مزارعت کی شرعی حیثیت

(۵)

محمد طاسین

جواز مزارعت سے متعلق صحیح البخاری کے ترجمة الباب میں ذکر کردہ آثار پر بحث کے بعد اب کچھ دوسرے آثار ملاحظہ فرمائیے جن کو امام طحاوی نے شرح معانی الآثار میں ذکر کیا ہے اور جن سے جواز مزارعت کے سلسلے میں مدد لی جاتی ہے:

عن الحجاج بن ارطاة عن ابی جعفر محمد بن علی انه کان ابوبکر یعطی الارض علی الشطر، ص ۲۶۲ - ج ۲

حجاج بن ارطاة نے ابو جعفر محمد بن علی سے روایت کیا کہ حضرت ابوبکر نصف پیداوار پر زمین دیا کرتے تھے۔

عن الحجاج بن ارطاة اخبرهم عن عثمان بن عبدالله بن موهب انه کان حذیفة بن الیمان یکری ارضه علی الثلث و الربع، ص ۲۶۲ - ج ۲

حجاج بن ارطاة نے روایت کیا اور بتلایا ان کو عثمان بن عبداللہ سے نقل کرتے ہوئے کہ حذیفہ بن الیمان اپنی زمین تہائی اور چوتھائی پیداوار کے بدلے کرایہ پر دیتے تھے۔

لیکن یہ دونوں آثار سند کے لحاظ سے ضعیف اور ناقابل استدلال ہیں کیونکہ اس کی سند میں حجاج بن ارطاة جو راوی ہیں ان کے متعلق تہذیب التہذیب میں لکھا ہے:

قال الساجی کان الحجاج بن ارطاة [illegible]

حجاج بن ارطاة کے بارے میں الساجی [illegible]

مدلسا صدوقا سیئی الحفظ، لیس بحجة فی الفروع والا حکام وقال السجزی عن الحاکم لا یحتج به و کذا قال دارقطنی ص ۱۹۸ ج ۲ تہذیب التہذیب۔

نے کہا کہ وہ مدلس، صدوق اور خراب حافظہ کے تھے، فروع اور احکام میں وہ قابل حجت نہیں، السجزی نے حاکم سے نقل کیا کہ حجاج ناقابل احتجاج ہے دارقطنی نے بھی بھی کہا ہے، کہ اس کی روایت قابل احتجاج نہیں۔

چونکہ مذکورہ آثار فروع و احکام سے متعلق ہیں لہذا ان کو جواز مزارعت کے لئے حجت نہیں مانا جاسکتا، طحاوی کا تیسرا اثر یہ ہے :

حدثنا ابو بکرة قال حدثنا ابراهیم بن بشار قال حدثنا سفیان عن عمرو بن دینار عن طاؤس ان معاذاً قدم الی الیمن وهم یخابرون فاقر هم علی ذالك۔

ہم سے حدیث بیان کی ابوبکرہ نے، ابو بکرہ سے ابراهیم بن بشار نے، ابراهیم سے سفیان نے، سفیان سے عمرو بن دینار نے اور ان سے طاؤس نے کہ حضرت معاذ جب یمن آئے تو وهاں کے لوگ مخابرہ پر زمین لیتے دیتے تھے معاذ نے ان کو اسی پر برقرار رکھا اور منع نہیں کیا۔

یہ اثر بھی سند کے اعتبار سے ضعیف اور ناقابل اعتماد ہے اس کی سند میں ابراهیم بن بشار جو راوی ہے اس پر علماء جرح و تعدیل نے جو جرح کی ہے اس کو علامہ ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں بایں الفاظ نقل کیا ہے :

قال ابن معین : ابراهیم بن بشار لیس بشئی لم یکن یکتب عند سفیان وکان یملی علی الناس ما لم یقله سفیان

یحیی بن معین نے کہا ابراهیم بن بشار کچھ شے نہیں وہ سفیان کے پاس پڑھتے وقت حدیثیں لکھتا نہیں تھا

و قال النسائي ليس بالقوى،
ص ۱۰۱ - ج ۱ - تهذيب التهذيب۔

اور پھر لوگوں کے سامنے سفیان کی طرف سے ایسی حدیثیں بیان کرتا تھا جو سفیان نے اس سے بیان نہیں کی ہوتی تھیں، اور نسائی نے کہا وہ قوی نہیں،

بہر حال ابراھیم بن بشار، سفیان بن عیینہ سے جو احادیث روایت کرتا ہے ان کے متعلق متعدد محدثین نے بے اعتمادی کا اظہار کیا ہے اسماءالرجال کی کتابوں میں اس کی تفصیل ہے، اور چونکہ مذکورہ اثر بھی اس نے سفیان بن عیینہ سے روایت کیا ہے لہذا ناقابل اعتماد ہے :

طحاوی کا چوتھا اثر جو جواز مزارعت کے باب میں ذکر کیا جاتا ہے وہ یہ کہ :

حدثنا محمد بن عمرو بن یونس قال حدثنی اسباط بن محمد الکوفی عن کلیب بن وائل قال قلت لا بن عمر اتانی رجل له ارض وماء ولیس له بذر ولا بقر اخذت ارضه بالنصف فزرعتها ببذری و بقری فناصفته فقال حسن،
ص ۲۶۲ - ج ۲

ہم سے حدیث بیان کی محمد بن عمرو نے کہا کہ مجھ سے حدیث بیان کی اسباط بن محمد کوفی نے کلیب بن وائل سے، اس نے کہا : میں نے ابن عمر سے عرض کیا کہ ایک شخص میرے پاس آیا جس کے پاس زمین مع پانی کے تھی لیکن بیج اور بیل نہیں تھے، میں نے اس سے زمین نصف پیداوار پر لے لی اور اس کو کاشت کیا اپنے بیج اور بیلوں سے پھر پیداوار آدھی آدھی بانٹ لی، تو ابن عمر نے فرمایا اچھا ہے۔

لیکن یہ اثر بھی اسناد کے لحاظ سے ضعیف ہے اس میں دو راوی ایسے

ھیں جن پر علمائے حدیث و اسماء رجال نے جرح کی اور ان کو غیر ثقہ بتلایا ھے اول محمد بن عمرو بن یونس اور دوم اسباط بن محمد الکوفی، اول الذکر کے متعلق علامہ ذھبی نے میزان الاعتدال میں لکھا ھے :

قال العقیلی کان محمد بن عمرو بن یونس بمصر یذھب الی الرفض وحدث مناکیر، ص ۱۱۵ - ج ۳	امام عقیلی نے کہا محمد بن عمرو بن یونس مصر میں تھا اور اس نے رافضی و شیعہ مذھب اختیار کر رکھا تھا اور اس نے منکر احادیث بیان کیں -

اور ثانی الذکر کے متعلق حافظ ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں لکھا ھے : والکوفیون یضعفونه، علمائے کوفہ نے اس کو ضعیف قرار دیا ھے، اور عقیلی نے اس کے متعلق کہا ھے : ربما یھم فی الشئی، بعض دفعہ یا بسا اوقات وہ ایک شے کے متعلق وھم میں پڑجاتا ھے، غرضیکہ مذکورہ دو مجروح راویوں کی وجہ سے زیر بحث اثر ضعیف اور ناقابل استدلال ھے -

یہاں تک جو آثار صحابہ رض و تابعین رح کے پیش کئے گئے یہ وہ تھے جن کو جواز مزارعت میں پیش کیا جاتا ھے ان آثار پر بحث سے یہ اچھی طرح واضح ھوگیا کہ ان میں سے کچھ تو اپنے ضعف کی وجہ سے اس قابل ھی نہیں کہ ان سے استدلال و احتجاج کیا جاسکے اور کچھ ایسے ھیں جن کا مسئلہ زیر بحث، مزارعت سے تعلق نہیں بلکہ دوسرے معاملات سے متعلق ھیں، اب میں کچھ وہ آثار نقل کرتا ھوں جن سے مزارعت کا عدم جواز ظاھر ھوتا ھے، حضرت عبداللہ بن عمر کا اثر پیچھے گزر چکا ھے جس کا مضمون یہ ھے کہ ھم مخابرت کیا کرتے تھے لیکن جب رافع بن خدیج سے ممانعت کی حدیث سنی تو ھم نے اس کو ترک کردیا، یہ اثر اسناد کے لحاظ سے نہایت قوی ھے یہی وجہ ھے کہ صحیح المسلم وغیرہ میں اس کو ذکر کیا گیا ھے اس کے مقابلہ میں وہ اثر کمزور ھے جس کو حافظ عبدالرزاق نے مصنف میں بیان کیا ھے وہ یہ کہ :-

قال عبدالرزاق اخبرنا الثوری عن منصور عن مجاهد قال کان ابن عمر یعطی ارضه بالثلث۔

کہا عبدالرزاق نے خبر دی ہم کو ثوری نے اور ثوری کو منصور نے اور منصور کو مجاهد نے کہ ابن عمر اپنی زمین تہائی پر دیتے تھے۔

علامہ ابوبکر الحازمی نے عبداللہ بن عمر کو ان حضرات صحابہ میں ذکر کیا ہے جو مزارعت کو ممنوع اور ناجائز سمجھتے تھے، اسی طرح اس اثر کے راوی حضرت مجاهد کے متعلق طحاوی میں وہ روایت موجود ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مزارعت کو ناجائز کہتے تھے چنانچہ یہی وجہ ہے کہ علامہ عینی وغیرہ نے مجاهد کو ان حضرات میں شمار کیا ہے جن کے نزدیک مزارعت ممنوع تھی لہذا مذکورہ اثر بے اعتبار ہو جاتا ہے۔

دوسرا اثر عبداللہ بن عباس کا لیجئے جس کو حافظ طبرانی نے ذکر کیا ہے اس سے بھی صاف معلوم ہوتا ہے کہ مزارعت کو وہ ممنوع سمجھتے اور اس سے روکتے تھے، وہ اثر یہ کہ:

عن ابن عباس اذا اراد احدکم ان یعطی اخاه ارضا فلیمنحها ایاه ولا یعطه بالثلث و الربع، بحوالہ کنزالعمال

حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ جب تم میں سے کوئی اپنی زمین اپنے بھائی کو کاشت کے لئے دینا چاہے تو مفت دے تہائی چوتھائی پر نہ دے۔

حضرات تابعین کے آثار جو امام طحاوی نے ذکر کئے ہیں ذیل میں ملاحظہ فرمائیے:

عن حماد انه قال سألت سعید بن المسیب و سعید بن جبیر و سالم بن عبداللہ و مجاهدا عن کراء الارض بالثلث

حماد سے روایت ہے کہ اس نے کہا کہ میں نے پوچھا سعید بن المسیب سے اور سعید بن جبیر سے اور سالم بن

و الربع فكرهوه، ص ۲٦۲ - ج ۲

عبداللہ سے اور مجاهد سے تہائی اور چوتھائی پر کراءالارض کے متعلق تو سب نے اس کو ناجائز بتلایا۔

عن منصور قال کان ابراهیم یکره کراءالارض بالثلث و الربع ص ۲٦۲ - ج ۲

منصور سے روایت ہے کہا کہ ابراهیم نخعی تہائی اور چوتھائی پیداوار کے بدلے کراءالارض یعنی مزارعت کو ناجائز سمجھتے تھے۔

عن حماد بن سلمة عن قتادة عن الحسن مثله ص ۲٦۲ - ج ۲

حماد بن سلمه نے قتاده سے روایت کیا کہ حسن بصری تہائی و چوتھائی پر کراء الارض کو ممنوع سمجھتے تھے۔

عن قیس بن سعد اخبرهم عن عطاء مثله ص ۲٦۲ - ج ۲

قیس بن سعد نے عطاء کے متعلق ان کو بتلایا کہ وہ تہائی و چوتھائی پر زمین دینے کو ناجائز گردانتے تھے۔

عن یونس بن عبید عن الحسن انه کان یکره ان یکری الرجل الارض من اخیه بالثلث و الربع، ص ۲٦۲ - ج ۲

یونس بن عبید نے روایت کیا حسن بصری کے متعلق کہ وہ اس کو ناجائز سمجھتے تھے کہ ایک شخص اپنے بھائی سے زمین تہائی و چوتھائی کے بدلے کرایه پر لے۔

دو اور اثر جن کو علامه ابن حزم نے مصنف ابن ابی شیبه سے المحلی میں نقل کیا ہے یه هیں:

حدثنا الاوزاعی قال کان عطاء و مکحول و مجاهد و الحسن البصری یقولون:

اوزاعی نے هم سے بیان کیا کہ عطاء، مکحول، مجاهد اور حسن بصری کہتے

لا تصلح الارض البيضاء بالدراهم ولا بالدنانير ولا معاملة الا ان يزرع الرجل ارضه او يمنحها۔

خالی زمین کو کاشت کے لئے دینا درست نہیں نہ دراھم و دنانیر یعنی نقدی کے عوض اور نہ کسی دوسرے معاملہ سے مگر یہ کہ ایک شخص اپنی زمین کو خود کاشت کرے، یا دوسرے کو بلامعاوضہ دے دے۔

حدثنا ابو اسحاق السبیعی عن الشعبی عن مسروق انه كان يكره الزرع، قال الشعبی : فذالك الذی منعنی و لقد كنت من اكثر اهل السواد ضیعة۔

ہم سے بیان کیا ابو اسحاق نے شعبی سے روایت کرتے ہوئے کہ شعبی نے مسروق کے متعلق کہا کہ وہ مزارعت کو ناجائز سمجھتے تھے، اور پھر شعبی نے کہا یہی چیز ھے جس نے مجھے مزارعت سے منع کردیا حالانکہ میں اہل سواد میں سب سے زیادہ زرعی جائیداد والا تھا۔

ان مذکورہ بالا آثار سے بخوبی واضح ھوجاتا ھے کہ اکابر تابعین میں سے سعید بن المسیب، سعید بن جبیر، سالم بن عبداللہ، مجاھد، ابراھیم لخعی، حسن بصری، عطاء، مکحول اور شعبی مزارعت کو ممنوع و ناجائز سمجھتے اور کہتے تھے، علامہ عینی نے کچھ دوسرے آثار کے پیش نظر محمد بن سیرین اور قاسم بن محمد کو بھی ان حضرات میں شامل کیا ھے جن کے نزدیک مزارعت جائز نہ تھی اور وہ اس سے روکتے تھے، اور پھر جلیل القدر تابعین کی اتنی بڑی تعداد کا مزارعت کو ناجائز قرار دینا اس پر دلالت کرتا ھے کہ یہ حضرات ان احادیث نبویہ کو صحیح اور قابل اعتماد مانتے تھے جو بھی مزارعت کے متعلق ان کو پہنچی تھیں، اس میں ان لوگوں کے لئے سوچنے کا مقام ھے جو مخالفت مزارعت

کی احادیث کو من مانی اور لایعنی تاویلات سے رد کردیتے ہیں -

مزارعت اور ائمہ اربعہ :

مزارعت اور آثار صحابہ و تابعین کے بعد اب ہمارے سامنے بحث و تحقیق کا جو مرحلہ ہے وہ یہ کہ ہم یہ دیکھیں کہ مزارعت کے بارے میں ان چار ائمہ مجتہدین کی کیا رائے ہے جن کے غیر معمولی علم و فضل، فہم و تفقہ اور ورع و تقوی پر امت مسلمہ کی عظیم اکثریت نے اعتماد کا اظہار کیا اور ان کو پیشوا اور امام تسلیم کیا اور ان کی طرف منسوب اہلسنت و الجماعۃ کے چار فقہی مذاہب وجود میں آئے ، اور جن کی آج بھی، کروڑھا مسلمان تقلید کرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں یہ ضرور ملحوظ رہے کہ کسی مسئلہ کے متعلق ائمہ مجتہدین یعنی امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کی آراء کو معلوم و متعین کرنے کا اصل اور یقینی ذریعہ وہ کتابیں ہیں جو ان آئمہ کرام نے خود تالیف فرمائیں یا ان کے شاگردوں نے لکھ کر ان کی طرف منسوب فرمائیں، مثلاً امام ابو حنیفہ کی آراء کو جاننے کے لئے مستند مأخذ قاضی ابو یوسف اور امام محمد الشیبانی کی تصنیفات ہیں، امام مالک کی فقہی آراء کو معلوم کرنے کا قطعی ذریعہ، مؤطا اور مدونہ ہیں، امام شافعی کی آراء جاننے کا ذریعہ کتاب الام ہے اور امام احمد ابن حنبل کی فقہی آراء کو معلوم کرنے کا ماخذ مختصر الخرقی اور اس کی شروح ہیں اور پھر ہر مذہب کے علمائے متقدمین کی کتابیں، متاخرین کی کتابوں سے زیادہ قابل اعتماد ہیں کیونکہ متاخرین نے حالات سے متاثر ہوکر صاحب مذہب کی ترجمانی کا صحیح حق ادا نہیں کیا اور ایسی باتیں کہی ہیں جو مذہب کی بنیادی کتابوں کے خلاف ہیں لہذا بیان مذہب کے معاملہ میں متاخرین کی تحریروں پر اعتماد نہیں ہونا چاہئے۔

مسئلہ مزارعت کے متعلق امام ابو حنیفہ کی رائے معلوم کرنے کے لئے جب ہم ان کے شاگردوں قاضی ابو یوسف اور امام محمد الشیبانی کی ان کتابوں

کی طرف رجوع کرتے ہیں جو آج مطبوعہ شکل میں ہمارے پاس موجود ہیں تو ہمیں صاف نظر آتا ہے کہ امام ابو حنیفہ اس معاملے کو بنیادی طور پر ایک باطل اور ناجائز معاملہ قرار دیتے ہیں اور اس سے اس معاملے کی کسی شکل کو مستثنی نہیں کرتے، قاضی ابو یوسف اپنی مشہور کتاب، کتاب الخراج میں لکھتے ہیں :

کان ابو حنیفة رحمة اللہ ممن یکرہ ذالك کله فی الارض البیضاء و فی النخل و الشجر بالثلث و الربع و اقل و اکثر، ص ۸۸ - الخراج لابی یوسف

امام ابو حنیفہ ان لوگوں میں سے تھے جو اس کو ناجائز سمجھتے ہیں خالی زمین میں بھی اور باغات میں بھی تہائی پیداوار کے عوض اور چوتھائی اور اس سے کم و زیادہ کے عوض۔

وجه آخر المزارعة بالثلث و الربع فقال ابو حنیفة فی هذا انه فاسد و علی المستاجر اجر مثلها، ص ۹۱

دوسری وجہ، مزارعت تہائی اور چوتھائی پر سو امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ یہ فاسد ہے اور مستاجر پر اجر مثلی ہے۔

اس عبارت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ معاملہ بہر صورت امام ابوحنیفہ کے نزدیک فاسد ہے چنانچہ اگر کہیں دو مسلمانوں کے مابین یہ معاملہ ہوگیا ہو اور کاشتکار نے اس زمین میں کاشت کردی ہو تو اس معاملے کو ختم کیا جائے اور مالک زمین کاشتکار کو عام رواج کے مطابق اس کے کام کی اجرت ادا کرے، مثلاً اس نے دس دن کام کیا ہے اور اس کام کی اجرت عموماً ایک روپیہ یومیہ ہے تو مالک زمین پر دس روپے ادا کرنے لازم ہوں گے۔

قاضی ابو یوسف اپنی دوسری کتاب جس کا نام ہے : ”اختلاف ابی حنیفه و ابن ابی لیلیٰ“ میں لکھتے ہیں :

و اذا اعطی الرجل الرجل ارضا مزارعة بالنصف او الثلث او الربع، او اعطی نخلا او شجرا معاملة بالنصف او اقل من ذلك او اکثر فان ابا حنیفة کان یقول ھذا کله باطل لانه استأ جره بشئی مجھول و یقول ارایت لو لم یخرج من ذلك شیئی الیس کان عمله ذالك بغیر اجر- ص ۳۱، ۳۲ - کتاب اختلاف ابی حنیفة و ابن ابی لیلیٰ-

جب دے ایک شخص دوسرے کو زمین مزارعت پر بعوض آدھی یا تہائی یا چوتھائی پیداوار کے، یا کھجوروں وغیرہ کا باغ دے نصف یا اس سے کم یا زیادہ پر تو امام ابو حنیفہ نے ھمیشہ یہ فرمایا کہ یہ سب معاملہ باطل ہے، کیونکہ اس میں پہلا شخص دوسرے سے کام کراتا ھے مجھول اور غیر یقینی اجرت کے بدلے، اور فرمایا بتلائیے کہ اگر زمین اور باغ سے کچھ نہ نکلے (کسی مانع یا ارضی سماوی آفت کی وجہ سے) تو کیا اس کام کرنے والے کا کام بغیر اجرت کے نہ ھوکر رہ جائے گا اور اس کی محنت و مشقت بلا معاوضہ نہیں ھوجائے گی-

واضح رہے کہ اس عبارت میں کان یقول ماضی استمراری کے جو الفاظ ھیں وہ اس پر دلالت کرتے ھیں کہ امام ابو حنیفہ آخر دم تک بطلان مزارعت کے قائل رہے اور یہ کہ اس معاملے میں ابن ابی لیلیٰ سے ان کا اختلاف آخر وقت تک قائم رھا، لہذا کئی صدیاں گذرنے کے بعد جس نے یہ لکھا ھے کہ امام ابو حنیفہ نے وفات سے پہلے رجوع فرما لیا تھا بالکل غلط ھے کیونکہ اگر ایسا ھوتا تو قاضی ابو یوسف کو ضرور اس کا علم ھوتا اور پھر وہ ان کی وفات کے بعد اپنی کتابوں میں ھرگز وہ نہ لکھتے جو اوپر نقل کیا گیا ھے جب کہ یہ بات خود ان کے مسلک کے بھی خلاف تھی کیونکہ وہ جواز مزارعت کے قائل تھے،

امام ابو حنیفه کے دوسرے شاگرد رشید امام محمد الشیبانی نے اپنی موطا میں لکھا ہے :

و بهذا ناخذ لا بأس معاملة النخل علی الشطر و الربع او مزارعة الارض البیضاء علی الشطر و الثلث و الربع وکان ابو حنیفة یکره ذالك و یذکر ان ذالك هو المخابرة التی نهی عنها رسول الله صلی الله علیه وسلم۔ ص ۳۰۷ ۔ الموطا للامام محمد

ہم اس سے یہ اخذ کرتے اور سمجھتے ہیں کہ تہائی و چوتھائی پر باغ کا معاملہ اور خالی زمین سے متعلق مزارعت کا معاملہ نصف، تہائی اور چوتھائی پر، کچھ حرج نہیں، اور امام ابو حنیفہ اس کو ناجائز سمجھتے اور کہتے تھے کہ یہ وہی مخابرت کا معاملہ ہے جس سے رسول اللہ صلعم نے منع فرمایا ہے۔

جامع الصغیر میں لکھتے ہیں :

محمد عن یعقوب عن ابی حنیفة قال المزارعة فاسدة، فان سقی الارض و کربها ولم تخرج شیئا فله اجر مثله، ص ۱۴۸ ۔ الجامع الصغیر

امام محمد نے یعقوب (ابو یوسف) سے اور یعقوب نے ابو حنیفہ سے نقل کیا کہ مزارعت فاسد معاملہ ہے، پس اگر کاشتکار نے زمین سینچی اور جوت دی اور اس سے کچھ پیدا نہ ہوا تو اس کے لئے اجر مثل ہوگا۔

امام طحاوی نے اپنی کتاب المختصر میں لکھا ہے :

و لا بأس بالمزارعة علی جزء من اجزاء ما تخرج فی قول ابی یوسف و محمد بن الحسن ولا یجوز ذالك فی قول ابی

اور پیداوار کے حصوں میں سے کسی حصے پر مزارعت میں حرج نہیں بقول قاضی ابو یوسف اور امام محمد کے، اور

حنیفة، ص ۱۳۳ - مختصر الطحاوی - یہ جائز نہیں امام ابو حنیفہ کے فرمانے کے مطابق -

فقہ حنفی کے مشہور متن مختصر القدوری کی عبارت حسب ذیل ہے :

قال ابو حنیفة المزارعة بالثلث و الربع باطلة - فرمایا ابو حنیفہ رحمت اللہ نے مزارعت تہائی و چوتھائی پر باطل ہے -
ص - ۱۰۸ - قدوری

فقہ حنفی کے ایک اور متن المختار کی عبارت اس بارے میں یہ ہے :

المزارعة هی جائزة عند ابی یوسف و محمد و عند ابی حنیفة هی فاسدة
ص ۱۳۷ - ج ۲

مزارعت وہ جائز ہے ابویوسف اور محمد کے نزدیک اور فاسد ہے امام ابو حنیفہ کے نزدیک -

اس بارے میں المبسوط للسرخسی کی عبارت یہ ہے :

ان المزارعة و المعاملة فاسدتان فی قول ابی حنیفة و زفر، و فی قول ابی یوسف و محمد هما جائزتان -
ص ۱۷ - ج ۲۳

مزارعت اور مساقاۃ فاسد ہیں ابوحنیفہ اور زفر کے قول کے مطابق اور ابو یوسف اور محمد کے قول میں وہ دونوں جائز ہیں -

فقہ حنفی کی مشہور کتاب بدائع الصنائع میں علامہ کاسانی لکھتے ہیں :

و اما شرعیة المزارعة فقد اختلف فیها، قال ابو حنیفة علیه الرحمة انها غیر مشروعة وبه اخذ الشافعی و قال ابو یوسف و محمد رحمهما الله انها مشروعة
ص ۱۷۵ - ج ٦ - بدائع الصنائع -

لیکن مزارعت کی شرعی حیثیت پس اس میں اختلاف ہے امام ابو حنیفہ نے فرمایا وہ غیر مشروع یعنی شرعاً جائز نہیں، اور امام شافعی نے بھی اسی کو لیا، اور امام ابو یوسف و امام محمد نے فرمایا کہ وہ مشروع ہے -

اسی طرح قدوری، کنزالدقائق، وقایہ، نیز ہدایہ کی جتنی شروح ہیں

اسی طرح الدرالمختار اور اس کی شرح ردالمحتار وغیرہ سب میں یہی لکھا ہے کہ مزارعت امام ابو حنیفہ کے نزدیک باطل و فاسد اور امام ابویوسف اور امام محمد کے نزدیک جائز اور صحیح ہے، لہذا اگر الحاوی القدسی نامی کتاب جس کے مصنف جمال الدین احمد بن محمد کی وفات چھٹی صدی کے آخر میں ہوئی ہے، میں یہ لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ مزارعت کے بطلان کے قائل نہ تھے تو یہ صحیح اور قابل قبول نہیں کیونکہ قاضی ابو یوسف سے زیادہ اس بات کا دوسرے کسی کو علم نہیں ہوسکتا حالانکہ ان کی کتاب اختلاف ابی حنیفہ و ابن ابی لیلی میں صاف لکھا ہے:

فان ابا حنیفة رضی الله عنه کان یقول هذا کله باطل۔

بلاشک ابو حنیفہرح یہ فرماتے رہے کہ مزارعت و مساقات سب باطل معاملے ہیں۔

امام ابو حنیفہ کی طرح امام مالک کا مذہب بھی یہی ہے کہ مزارعت و مخابرت باطل اور ناجائز ہے، ذیل میں چند کتابوں کی عبارتیں پیش کی جاتی ہیں جن سے اس کا اظہار ہوتا ہے:

فاما الرجل الذی یعطی ارضه البیضاء بالثلث و الربع مما یخرج منها، فهذا مکروه ای حرام، کما فسره الزرقانی شارح الموطا، ص ۲۹۳ موطا مالک۔

چنانچہ جو شخص اپنی خالی زمین اس کی پیداوار کی تہائی چوتھائی پر دیتا ہے یہ مکروہ ہے، یعنی حرام ہے، علامہ زرقانی نے مکروہ کی تفسیر حرام سے کی ہے۔

سئل مالك عن رجل اکری مزرعته بمائة صاع من تمر او مما یخرج منها من الحنطة او من غیرها یخرج منها فکره ذالك، ای کراهة منع، شرحه الزرقانی

امام مالک سے پوچھا گیا ایک شخص کے اس معاملے کے متعلق کہ وہ اپنا کھیت ایک سو صاع چھوہاروں یا زمین کی پیداوار گیہوں وغیرہ کے

ص ۲۹۷ - باب کراء الارض - الموطا لامام مالك -

عوض استعمال کے لئے دیتا ہے تو آپ نے اس کو مکروہ بتلایا یعنی ممنوع بتلایا -

قلت ارایت ان اکریت ارضا من رجل یزرعها قضبا او بقلا او قمحا او شعیرا او قطنیة فما اخرج الله منها من شیئی فذالك بینی و بینه نصفین ایجوز هذا ام لا ؟ قال مالك ان ذالك لایجوز ص ۳۷۲ ، ۳۷۳ - ج ۳ المدونة الکبری

میں نے کہا یہ بتلائیے کہ اگر میں زمین کا معاملہ کسی شخص سے اس طرح کروں کہ وہ اس میں سبزیاں ترکاریاں یا گندم، جو یا کپاس کی کاشت کرے پھر اس سے جو پیدا ہو وہ میرے اور اس کے درمیان نصف نصف تقسیم ہو تو یہ معاملہ جائز ہے یا نہیں، امام مالک نے جواب دیا یہ جائز نہیں -

اما حجته علی منع کرائها مماتنبت فهو ما ورد من نهیه صلی الله علیه وسلم عن المخابرة قالوا هی کراء الارض بما یخرج منها و هذا قول مالك و کل اصحابه ص ۲۱۰ - ج ۲ - بدایة المجتهد لا بن رشد -

اس کی دلیل کہ زمین کو اس کی پیداوار کے ایک حصہ پر دینا منع ہے وہ حدیث ہے جس میں نبی صلی الله علیه وسلم نے مخابرت سے منع فرمایا ہے علماء نے کہا ہے کہ مخابرہ زمین کو اس کی پیداوار کے ایک حصہ کے عوض کرائے پر دینے کا نام ہے، اور یہ قول امام مالك اور ان کے تمام ساتھیوں کا ہے -

آخری جملے کا مطلب یہ کہ امام مالکہ اور ان کے شاگرد مزارعت و مخابرت کی ممانعت پر متفق ہیں اور بعد کے تمام مالکی فقہاء و علماء کا بھی اس

پر اتفاق ہے، مطلب یہ کہ جس طرح امام ابو حنیفہ اور ان کے شاگردوں کے مابین مزارعت کے جواز و عدم جواز کے مسئلہ میں اختلاف ہے یا امام شافعی اور ان کے مقلد متاخرین فقہاء شافعیہ کے درمیان اختلاف ہے اس طرح مالکی علماء کے مابین اختلاف نہیں بلکہ سب کے سب اس کی ممانعت پر متحد و متفق ہیں، بلکہ یہ چیز یہاں تک ہے کہ فقہ مالکی کی کتابوں میں مزارعت و مخابرت کا باب ہی نہیں، ان میں اس مسئلہ پر جو بحث ہے وہ کراءالارض کے باب میں ضمناً ہے، آپ کو یہ جان کر تعجب ہوگا کہ مدونہ الکبری کے مصنف عبدالسلام بن سعید جو سحنون کے نام سے مشہور ہیں مزارعت کے متعلق اتنا سخت رویہ رکھتے تھے کہ مزارعت کے ذریعے حاصل شدہ غلے کے متعلق ان کا یہ کہنا تھا کہ اس کا کھانا ناجائز اس کا خریدنا اور فروخت کرنا ناجائز۔

مزارعت کے متعلق امام مالک کی رائے معلوم ہوجانے کے بعد اب آئیے یہ دیکھیں کہ امام شافعی اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں، ذیل میں کتاب الام کی وہ عبارت ملاحظہ فرمائیے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ امام شافعی کے نزدیک مساقات جائز و حلال اور مزارعت ناجائز اور حرام ہے:

قال الشافعی: و اذا دفع الرجل الی الرجل النخل او العنب یعمل فیه علی ان للعامل نصف الثمرة او ثلثها او ماتشارطا علیه من جزء منها فهذه المساقاة الحلال التی عامل علیها رسول الله صلی الله علیه وسلم اهل خیبر، و اذا دفع الرجل الی الرجل ارضا بیضاء علی ان یزرعها المدفوعة الیه فما اخرج الله منها من شیئ فله منه جزء من الاجزاء

فرمایا امام شافعی نے جب ایک شخص دوسرے شخص کو کھجور یا انگور کا باغ دیتا ہے کہ وہ اس میں کام کرے اور کام کے بدلے اس کو آدھا یا تہائی یا حصے کے جس تناسب پر معاملہ طے پایا ہو اتنا پھل ملے گا تو اس کا نام مساقات ہے اور یہ حلال ہے کیونکہ رسول اللہ صلعم نے اہل خیبر سے یہ معاملہ کیا تھا، اور جب ایک شخص

فهذه المحاقلة و المخابرة و المزارعة التي نهى عنها رسول الله صلى الله عليه وسلم، فاحللنا المعاملة في النخل خبرا عن رسول الله و حرمنا المعاملة في الأرض البيضاء خبرا عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، ص ۱۰۱ و ۱۰۲، ج ۷"

دوسرے کو خالی زمین دیتا ہے کہ وہ اس میں کاشت کرے اور اس سے جو پیدا ہوگا اس میں سے ایک حصہ اس کو ملے گا، پس یہ معاملہ، محاقلت، مخابرت اور مزارعت ہے جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے، چنانچہ ہم نے باغ کے معاملہ کو حلال قرار دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی وجہ سے اور ہم نے خالی زمین کے معاملہ یعنی مزارعت و مخابرت کو حرام قرار دیا وہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی وجہ سے۔

مزارعت و مخابرت کے عدم جواز سے متعلق فقہ شافعی کے چند مستند متنوں کی عبارتیں ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

ولا تصح المخابرة وهي عمل الارض ببعض ما يخرج منها و البذر من العامل ولا المزارعة و هي هذا المعاملة و البذر من المالك، ص ۷۵ منهاج الطالبين۔

اور نہیں صحیح مخابرۃ اور وہ ہے زمین میں کام کرنا بعوض اس کی بعض پیداوار کے جب کہ تخم کام کرنے والے کی طرف سے ہو، اسی طرح مزارعت بھی صحیح نہیں اور وہ یہی معاملہ ہے جب کہ بیج مالک زمین کی طرف سے ہو۔

ولا تصح مخابرة ولو تبعا وهي

اور مخابرت صحیح نہیں اگرچہ تبعاً

معاملة على الارض ببعض ما يخرج منها [illegible] و البذر من العامل ولا مزارعة و هى كذالك و البذر من المالك، ص ٦٢، منهج الطلاب على هامش المنهاج ـ

اور وہ ہے زمین پر معاملہ اس کی بعض پیداوار کے عوض جب کہ بیج عامل کی طرف سے ہو، اور مزارعت بھی صحیح نہیں اور وہ بھی معاملہ ہے جب کہ بیج مالک زمین کی طرف سے ہو۔

العمل فى الارض ببعض ما يخرج منها ان كان البذر من المالك سمى مزارعة او من العامل سمى مخابرة و هما باطلتان، ص ١٧ ـ ج ٢ عمدة السالك مع شرح فيض الاله المالك ـ

زمین میں کام کرنا بعض پیداوار کے عوض، یہ اگر بیج مالک کی طرف سے ہو تو اس کا نام مزارعت اور بیج کاشتکار کی طرف سے ہو تو اس کا نام مخابرۃ ہے اور دونوں باطل ہیں ـ

ـ نوٹ ـ

جولائی کے پرچے میں ایک مضمون بعنوانؔ ”قمری مہینے اور فلکیاتی حساب،، نذر ناظرین کیا گیا تھا اور دعوت دی گئی تھی کہ اہل علم اس مسئلے پر اپنے نتائج فکر پیش کریں تاکہ موضوع زیر بحث کے تمام گوشے منقح ہوکر سامنے آجائیں اور کسی صحیح نتیجے تک پہنچنے میں آسانی ہو۔ حسن اتفاق کہ اسی دوران ایک اور مضمون ہمیں موصول ہوا جو اس شمارے کی زینت ہے۔ یہ اس سلسلے کی دوسری کڑی ہے۔ اس مضمون میں مسئلے کے بعض اہم پہلوؤں کو زیر بحث لایا گیا ہے اور بعض غور طلب نکات کو چھوڑا گیا ہے۔ بحث کا دروازہ ہنوز کھلا ہوا ہے۔

صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لئے